نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

قرآن و سیرت سوسائٹی کی سلسلہ اشاعت (۱۲)

روزہ کیوں؟

Why Fast?

از

ڈاکٹر محمد حمید اللہ
(صدر شعبۂ اسلامیات پیرس یونیورسٹی)

مترجمہ:۔ محمد حبیب اللہ

شایع کردہ
قرآن و سیرت سوسائٹی
خواجہ کا چھلہ ــــ مغل پورہ ــــ حیدرآباد

12199

ساری تعریف اُسی قادر مطلق کو سزا وار ہے جس نے ہم پر اپنی نعمت تمام کی ۔ لاکھوں درود اور سلام اُس عظیم ہستی پر جس کا ہر قول اور ہر فعل ہر سکتی انسانیت کے لئے بلاشبہ آبِ حیات ہے ۔

قرآن و سیرت سوسائٹی اپنی خوش قسمتی سمجھتی ہے کہ اس نے وقت کے ایک اہم کام کو اپنے ہاتھ میں لیا ہے ۔ اس کا یہ پختہ خیال ہے کہ مسلمان قرآن سے بے توجہ اور سیرت پاک سے بے تعلق رہ کر کامیاب و کامران نہیں ہو سکتے ۔ اس عرصہ میں سوسائٹی نے جو بھی حقیر خدمات انجام دی ہیں وہ سب کے سب اسی خیال کے تابع ہیں ۔

قرآن و سیرت سوسائٹی محترم مولوی محمد حبیب اللہ صاحب کی مشکور ہے کہ موصوف نے ہمیں اپنے برادر حقیقی عالیجناب محترم ڈاکٹر محمد حمید اللہ صاحب حال مقیم پیرس کا شہرۂ آفاق مضمون Why Fast کا ترجمہ عنایت فرمایا ۔

اس مضمون میں مضمون نگار کے مخاطب یورپی اقوام ہیں ۔ اور یہ ترجمہ پوری ذمہ داری کے ساتھ کیا گیا ہے ۔ جس کے باعث مضمون میں اُردو زبان کی لطافتوں کا فقدان ایک فطری امر ہے ۔

سوسائٹی جناب عبدالغنی صاحب معتمد کتب خانہ سعیدیہ کا بھی شکریہ ادا کرتی ہے جنھوں نے ہمیں اس مضمون کو شائع کرنے کی جانب متوجہ فرمایا ۔

سوسائٹی کو توقع ہے کہ عامۃ المسلمین اس مضمون سے زیادہ استفادہ فرمائیں گے ۔

رمضان المبارک ۱۳۸۷ھ
خانقاہ مصطفوی ۲۴
بازار نور الامراء حیدرآباد

سید مظہر الحق قادری
معتمد قرآن و سیرت سوسائٹی

"تاثرات"

سائینس اور ٹکنالوجی کی ترقیات نے آج کی دنیا کے کسی گوشے کو تاریکی میں نہیں رکھا آناً فاناً دنیا کے ایک سرے سے دوسرے سرے تک کوئی بھی اہم خبر پہنچ جاتی ہے یہ خبر اگر صدمہ ہے تو ساری دنیا کی چھوٹی بڑی اقوام کا ردعمل بھی فوری معلوم ہو جاتا ہے اور اگر مسرت و شادمانی کا باعث ہے تب بھی سبھی کے احساسات عالم آشکار ہو جاتے ہیں۔ سائینس کی اِن حیرت ناک ترقیوں نے مذاہب کو از کار رفتہ کر کے رکھدیا ہے۔ عیسائیت نے ابتداء میں سائینس کے خلاف بڑی بڑی خون ریز مہمیں چلائیں جس کا نتیجہ بالآخر انسانی عقل و دانش کی جیت کی صورت میں ظاہر ہوا۔ آج سائینس نے انسان کو اس مقام پر لا کھڑا کیا ہے جہاں مذہب کی وہ تعلیمات جو انسان کو قبائلی اور علاقائی خداؤں کا پرستار بنا دیتی تھیں اور رنگ مذہب اور علاقوں کی بنیاد پر انسانوں کو بانٹ دیتی تھیں مٹی کے کھلونوں سے زیادہ وقعت نہیں رکھتیں۔

آج کے انسان اور اس کے مسائل پر گرفت قائم رکھنے کے لئے مذاہب میں کوئی قوت نہیں ہے۔ یہی وجہ ہے کہ آج جب انسانوں کی زندگیاں مذہب کی گرفت سے آزاد ہو گئی ہیں تو مذہب صرف چند رسوم رواج اور عبادات کا مجموعہ ہو کر رہ گیا ہے۔ جامد اور بے جان سی چیز بن کر رہ گیا ہے۔ زندگی اور اس کے تقاضوں سے اس کا دور کا بھی تعلق نہیں ہے۔ آج وقت کی کوکھ سے جنم لینے والے مسائل کے حل کے لئے مذہب میں کوئی طاقت نہیں ہے۔

اسلام ہی وہ واحد مذہب ہے جو اپنے آپ کو ہر زمانہ ہر ملک اور ہر قوم

کے لیئے ہونے کا دعویٰ کرتا ہے۔ وہ اپنے آغاز ہی سے کسی علاقہ یا کسی رنگ و نسل کا پابند نہیں رہا۔ اس کے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے جو آیت الحمد للہ رب العالمین (ساری تعریف اللہ کے لئے ہے جو سارے جہاں کا پالنے والا ہے) ادا ہوئی۔ آج ۱۴ سو برس گزرنے کے باوجود اس کو دنیا کے سامنے پیش کرتے ہوئے کوئی شرمندگی یا کوتاہ دامنی کا احساس نہیں ہوتا۔ بلکہ آج سارے غیر معمولی ترقیات اور امکانی ترقیات کے علم کا پورا پورا احاطہ کرتے ہوئے بھی اس کو پیش کیا جاسکتا ہے۔ آج کے ترقی یافتہ انسان کو خدا کے اسی لامحدود تصور کی ضرورت ہے۔

قرآن وہ واحد مذہبی کتاب ہے جو اپنے پڑھنے والوں کو بار بار غور و فکر پر آمادہ کرتی ہے۔ ساری کائنات کی تسخیر کے لئے اُکساتی ہے۔ وہ اندھی تقلید کے لئے احکام منوا کر فکر پر پہرے نہیں بٹھاتی بلکہ اونٹ جیسے جانور کی تخلیق پر سطح ارضی پر آسمانوں کی بلندی پر پہاڑوں کی تنصیب پر موسموں کی تبدیلی پر اور رات اور دن کے اختلاف پر غور و فکر کرنے کی دعوت دیتے ہوئے ان سب کو اللہ کی نشانیاں قرار دیتی ہے۔ اس طرح قرآن سائنس کی ترقی کی راہیں کھولتا ہے۔ یہی وجہ تھی کہ قرآن کی اس انقلابی تعلیم نے قرونِ اولیٰ کے مسلمانوں کو علم و حکمت کا امام بنادیا تھا۔

المیہ اسپین کے بعد سے مسلمانوں کا علم و حکمت کے میدانوں میں مسلسل انحطاط اور یورپ کے اقبال کے جلو میں متعصب اور تنگ نظر پادریوں کی اسلام اور مسلمانوں پر پیہم یورش نے اسلام کے حسنِ جہاں تاب کو زمانے کی نظروں سے پوشیدہ کردیا تھا۔ ضرورت ہے کہ اسلام اور اس کے احکام کو آج کے دور میں سائنٹیفک طریقوں پر اس طرح پیش کیا جائے کہ اسلام کے اس دعوے کو کہ وہ عالمگیر ہے تقویت حاصل ہو۔ اور یہ بات بھی سامنے آئے کہ کس طرح

اسلام فکر انسانی کی جلا کے لئے اُکساتا ہے۔ اور اسلام ہی وہ مذہب ہے جو آج کے ترقی یافتہ انسان کی زندگی پر بھی ویسے ہی گرفت رکھ سکتا ہے جیسے کہ آج سے ۱۴ سو سال پہلے کے انسان پر رکھتا تھا۔

جامعۂ عثمانیہ حیدرآباد کے مایہ ناز فرزند محترم ڈاکٹر محمد حمید اللہ صاحب کا مضمون روزہ کیوں؟ عصر حاضر میں اسلام کی تفہیم کی ایک نہایت گراں قدر کوشش ہے۔ یہ مضمون اپنی منفرد شان کا حامل ہے۔ اس کے پڑھنے سے یہ بات اچھی طرح ذہن نشین ہو جاتی ہے کہ روزہ کو شمسی سال یا موسم کا پابند نہ کرنے میں کیا حکمت پوشیدہ ہے اور کس طرح اسلام کے اس دعوے کو کہ وہ عالمگیر دین ہے تقویت حاصل ہوتی ہے۔ اور اسلام میں روزہ محض ایک رسمی چیز نہیں ہے یا محض دیوی دیوتاؤں کو خوش کرنے کے لئے نہیں ہے بلکہ اسلام میں روزہ اپنے رکھنے والے کو مادی اور روحانی فائدوں سے نوازتا ہے اور یہ حامل ہے، اس خدا کی خوشنودی کا جس کو اپنے بندوں کی دنیوی اور اخروی فلاح منظور رہی ہے۔

ضرورت ہے کہ اس مضمون کا ہندوستان کی ہر علاقائی زبان میں ترجمہ اور اشاعت کا کام ہو۔ ہندوستان میں اسلام کی اشاعت کے لئے ایسے ہی لٹریچر کی ضرورت ہے۔

امید کہ قرآن و سیرت سوسائٹی حیدرآباد اس قسم کے لٹریچر کی مختلف زبانوں میں اشاعت کا مہتم بالشان کام انجام دے کر اسلام کے رخ تاباں سے ہر ایک کو مستنیر کرے گی۔

غوث خاموشی
(نائب صدر کل ہند مجلس تعمیر ملت)

اس دنیا کی بھلائی کیا ہے اور اُس دنیا کی بھلائی کیا ہے۔ اس لئے بھی کہ انسان صرف جسم سے نہیں بنا ہے اور صرف روح سے بھی نہیں بنا ہے بلکہ دونوں سے بنا ہے۔ اگر ان میں سے کسی ایک کو ترقی دیں اور دوسرے سے غفلت کریں تو توازن باقی نہیں رہتا۔ انسان کا بہترین مفاد اس امر میں ہے کہ جسم اور روح دونوں کو ترقی دے۔ دونوں کی ضرورتیں پوری کرے اور ایک دوسرے کے ساتھ تعاون ہو۔ اگر ہم پوری طرح سے بالکلیہ روح کے فائدے کے لئے کام کریں تو ہم فرشتہ بن جائیں گے۔ بلکہ فرشتوں سے بھی آگے بڑھ جائیں گے۔ لیکن اللہ فرشتوں کو پیدا کر چکا ہے اور اللہ نہیں چاہتا کہ ان کی تعداد میں اور اضافہ کرے۔ اسی طرح اگر ہماری پوری قوت مادی بھلائی اور خود غرضانہ ذاتی فائدوں تک صرف ہو تو ہم درندے اور شیطان بن سکتے ہیں بلکہ ان سے بھی آگے بڑھ سکتے ہیں۔ اللہ نے اس مقصد کے لئے دوسری مخلوقات پیدا کی ہیں۔ اگر ہم درندہ اور شیطان بن جائیں تو انسان کی پیدائش کی جو غرض ہے وہ پوری نہ کر سکیں گے۔ انسان کو روحانی کمال اور مادی کمال دونوں کی قوتیں عطا کی گئی ہیں۔ اور عقل سمجھ بھی دی گئی ہے تاکہ بھلائی اور برائی کے درمیان امتیاز کریں اور معلوم کریں کہ کونسی چیز بُری ہے اور کونسی چیز اچھی ہے۔ پس انسان کو چاہیئے کہ اللہ نے اس کو جو قابلیتیں عطا کی ہیں ان کو ترقی دے اور ہر ایک قابلیت کے درمیان توازن قائم رکھے۔

روزے کے اندر جو باتیں چھپی ہوئی ہیں ان کو معلوم کرنے کی کوشش کرنے سے پہلے ہم کو قرآن شریف کی وہ آیتیں پڑھنی چاہیئے جن میں روزہ رکھنے کا حکم دیا گیا ہے۔

روزہ اور قرآن

روزے کے متعلق قرآن یہ کہتا ہے :-

يَا أَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ
كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ ......

(قرآن II - ۱۸۳ - ۵)

" اے ایمان والو! روزہ تم پر فرض کیا گیا ہے جس طرح سے ان لوگوں پر فرض کیا گیا تھا جو تم سے پہلے گزر چکے ہیں۔ شاید کہ تم متقی ہو۔ گنتی کے چند دن کے لئے روزہ فرض کیا گیا۔ اور تم میں جو بیمار ہے یا سفر میں ہے تو وہ دوسرے دنوں میں روزہ رکھے اور جو لوگ اس کی طاقت نہیں رکھتے ہیں وہ فدیہ دیں، ایک مسکین کو کھانا کھلانا اور جو شخص اپنی خوشی سے نیک کام کرے تو اس کے لئے ہی بہتر ہے اور یہ کہ تمہارا روزہ رکھنا تمہارے لئے بہتر ہے اگر تم جانتے ہوتے، رمضان کے مہینے میں قرآن نازل کیا گیا جو لوگوں کے لئے ہدایت ہے اور ہدایت کا واضح ثبوت ہے۔ اور (صحیح اور غلط کے درمیان) امتیاز کرنے والا ہے۔ تم میں جو شخص صحتمند و مقیم ہو اس کو چاہیئے کہ اس مہینہ میں روزے رکھے۔ اور تم میں جو شخص بیمار ہو یا سفر میں ہو تو اس کو چاہیئے کہ اتنے ہی دن دوسرے دنوں میں روزہ رکھے۔ اللہ تم پر آسانی کا ارادہ رکھتا ہے۔ وہ تم پر سختی کرنے کا ارادہ نہیں رکھتا۔ اور وہ چاہتا ہے کہ تم اس مدت کو پوری کرو اور اللہ کی بڑائی کرو اس لئے کہ اس نے تم کو ہدایت دی اور تاکہ تم اس کا شکر کرو۔"

(قرآن ۲ - ۱۸۳ - ۵)

اس آیت کے شروع میں ہی یہ بیان کیا گیا ہے کہ دوسرے مذہبوں میں بھی روزہ پایا جاتا ہے۔ ہم کو دیکھنا چاہیئے کہ دوسرے مذہب اس کے متعلق کیا کہتے ہیں۔ اسلام کے ساتھ ان کا مقابلہ دلچسپی سے خالی نہیں۔

روزہ دوسرے مذہبوں میں

اسلام کا دعویٰ ہے کہ وہ وہی مذہب ہے جو بار بار ایک کے بعد دوسرے آنے والے پیغمبروں کے ذریعہ انسان کو بتلایا گیا۔ اسلام کا سب سے زیادہ اہم فرض یہ ہے کہ ہم ابدی صداقت حاصل کریں۔

صابی مذہب

ابراہیم علیہ السلام عراق کے صابی مذہب کے لئے بحیثیت پیغمبر بھیجے گئے۔ حرّان کے صابی ۳۰ دن کا روزہ رکھتے تھے اور روزے میں کچھ کھاتے پیتے نہ تھے۔ صبح صادق سے آفتاب غروب ہونے تک۔ اور یہ چاند کے اعزاز کے لئے ہوتا تھا۔

(Cf. Encyclopaedia of Religions & Ethics Vol. V. 764 & Harronians, citing Chowolson, Sabäer und Sabaertun II 711 - 226)

قرآن (XLI, 37) نے حکم دیا ہے کہ نہ تو سورج کی اور نہ چاند کی پرستش کریں۔ بلکہ اس ایک اللہ کی عبادت کریں جو ان دونوں کو پیدا کیا ہے۔ اور کامل ایک مہینے کا روزہ فرض کیا ہے۔ جو مذہب حنیف یا پیغمبر ابراہیم کے سچے مذہب کو زندہ کرتا ہے

یہودی مذہب

یہودیوں میں جو متقی اور پرہیزگار لوگ ہیں وہ ہر پیر اور جمعرات کو روزہ رکھتے ہیں اور یقین کرتے ہیں کہ موسیٰ علیہ السلام طور سینا پر پیر کے دن گئے اور جمعرات کے دن واپس آئے۔ (Cf. Encycl. Rel. Ethics, V765) اسلام نے بھی ان دنوں کے روزہ کو نفل اور اچھا کام قرار دیا ہے (لیکن ہر شخص پر فرض نہیں کیا ہے) اور پھر یہودی ۲۴ گھنٹوں کا روزہ ۱۰ ماہ تشری کو فرعون سے نجات پانے کی یادگار میں رکھتے ہیں۔ ۱۰ محرم کا روزہ جس کو مسلمان عاشورہ کہتے ہیں وہ نبی کریم حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے سے شروع ہوا ہے۔ (اس کا تعلق حضرت امام حسینؓ کی شہادت سے بالکل نہیں) یقیناً ۲۴ گھنٹہ کا روزہ بڑی سختی ہے۔ اسلام میں اعتدال پیدا کیا گیا صبح صادق سے آفتاب غروب ہونے تک۔ تاکہ مسلمانوں کی ایک بڑی تعداد روزہ رکھ سکے۔

عیسائی مذہب

ابتدائی زمانے کے عیسائی چھ ہفتے روزہ رکھتے تھے لیکن اتوار کا دن اس سے مستثنیٰ تھا۔ اتوار کے دن روزہ نہیں رکھتے تھے۔ اس لحاظ سے وہ (۳۶) دن روزہ رکھتے تھے اور یہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی یادگار میں تھا۔ (Cf The Same Encycl. REL. ETHICS, V, 765) اور وہ یہ سمجھتے تھے کہ یہ ۳۶ دن پورے سال کا دسواں حصہ ہیں۔ مذہبی ٹیکس کے طور پر وہ جائداد کا دسواں حصہ ادا کرتے اور کھانے اور پینے کی چیزوں پر بھی ٹیکس تھا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی فرمایا تھا کہ "جو شخص رمضان کا پورا مہینہ روزہ رکھے اور اس کے ساتھ اس کے بعد کے چھ شوال میں بھی

چھ روزے رکھے تو یہ ایسا ہے گویا کہ اس نے سال بھر روزہ رکھا۔" اس لحاظ سے بھی (۳۶) دن ہوتے ہیں۔ قرآن (161-VI) کا کہنا ہے کہ "جو شخص ایک نیکی کرتا ہے تو اس کو اس سے دس گونا زیادہ دیا جاتا ہے..."

چاند کا مہینہ ۲۹ یا ۳۰ دن کا ہوتا ہے اور چاند کا سال تقریباً ۳۵۴ دن کا ہوتا ہے۔ اگر ہم کسی سال رمضان کے ۲۹ اور شوال کے ۶ جملہ (۳۵) روزے رکھیں اور دوسرے سال رمضان کے ۳۰ اور شوال کے ۶ جملہ (۳۶) روزے رکھیں تو دس گونا اضافہ ۳۵۰ اور ۳۶۰ دن ہوتا ہے اور ۳۶۰ مسلمانوں کے چاند کے سال کے پورے دن ہوتے ہیں۔ لیکن عیسائی مذہب میں پورا سال نہیں ہوتا۔ کیونکہ وہ سورج کا سال شمسی سال کا حساب کرتے ہیں جو ہمیشہ ۳۶۰ دن سے زیادہ کا ہوتا ہے۔ جو ان کے چھ ہفتوں کے روزے کے لحاظ سے ہوتا ہے۔ یہ وضاحت اس لئے کی گئی ہے کہ روزہ فی الحقیقت ایسا ہی ہے جیسا کہ قرآن میں بیان کیا گیا۔

ہندو، بدھ اور دوسرے مذہبوں میں بھی روزہ رکھنے کا حکم ہے۔ لیکن کسی مذہب کے لوگ اتنی بڑی تعداد میں روزہ نہیں رکھتے جتنا کہ مسلمان رکھتے ہیں۔ مسلمانوں کی اکثریت روزہ رکھتی ہے۔ دنیا کے ہر ملک میں بے حساب مسلمان روزہ رکھتے ہیں۔ (ماشاء اللہ)۔

قرآن شریف کی اس آیت میں اور ایک دلچسپ بات بیان کی گئی ہے روزہ فرض کرنے کے حکم کے ساتھ یہ بیان کیا گیا ہے "شاید کہ تم پرہیزگار بنو۔" یقین کے ساتھ نہیں بیان کیا گیا ہے۔ شک ہے۔ یقین کے ساتھ کیوں نہیں بیان کیا گیا کہ تم متقی بن جاؤ گے؟ قرآن کے طرز بیان کی یہ ایک خصوصیت ہے۔ اور

قرآن شریف میں بیسیوں مرتبہ اس طرح بیان کیا گیا ہے۔ اس سے کم از کم دو باتیں معلوم ہوتی ہیں۔ (۱) خدا کی قدرت۔ وہ جو چاہے کرتا ہے اس کو ہر بات کی قدرت حاصل ہے۔ اور مجبور نہیں ہے کہ ہماری عبادت سے بھی ہم کو وہ چیز عطا کرے جو ہم چاہتے ہیں۔ دینا یا نہ دینا بالکل اس کے اختیار اور مرضی پر منحصر ہے۔
(۲) انسان کا اختیار۔ قرآن کے ذریعہ اللہ بیان فرماتا ہے کہ سیکھنا یا نہ سیکھنا انفرادی آدمی پر منحصر ہے۔ آیت مندرجہ بالا میں روزہ رکھنے سے متعلق جو حکم دیا گیا ہے، اور جو دلیل پیش کی گئی ہے وہ بعض سننے والوں، بعض پڑھنے والوں خدا سے ڈرنے والوں پر اثر کرتی ہے۔ اور دوسرے لوگوں پر کچھ اثر نہیں ہوتا۔ اور وہ پہلے جیسے تھے ویسے ہی رہتے ہیں۔ اسی آیت میں اللہ کا شکر کرنے سے متعلق جو ذکر ہے، اس سے بھی کئی باتیں معلوم ہوتی ہیں۔ یہ کہ حقیقی شکر روزے کی بیرونی شکل صورت کھانے پینے سے رک جانے پر منحصر نہیں ہے۔ روزہ میں ریا اور دوسری برائیاں بھی داخل ہو سکتی ہیں۔ صرف روزہ ہی نہیں ہے جس سے اللہ ہم کو آزماتا ہے کہ ہم اس کا شکر کرتے ہیں یا نہیں۔ اور بھی احکام ہیں اور ان تمام کی بھی اچھی طرح سے تعمیل کرنی چاہیئے تاکہ حقیقی طور پر اللہ کے شکر گزار بندے بنیں۔ اور اللہ کا شکر کرنے کا جو فرض ہے وہ ادا کریں۔

اس آیت میں اور ایک اہم چیز جو نظر آتی ہے وہ یہ ہے کہ قانون اسلام لوگوں کو سہولت بہم پہنچانے کے لئے ہمیشہ فکر مند رہتا ہے۔ نہ صرف بیماروں کے لئے بلکہ جو لوگ سفر میں ہوں ان کے لئے بھی رعایت ہے ایسے لوگوں کو رمضان میں روزہ رکھنے کی ضرورت نہیں ہے۔ بلکہ کسی دوسرے موزوں موقع پر وہ

روزہ رکھ سکتے ہیں - ہمارے روزے سے اللہ کو کچھ فائدہ نہیں پہنچتا - بلکہ خاص ہمارا فائدہ ہے۔ اگر کسی بیمار کو روزہ رکھنے کے لئے مجبور کریں تو وہ قبل از وقت نہ بھی مر جائے تو اس کی بیماری میں اضافہ ہو جائے گا۔ اسلام سختی کرنے والا مذہب نہیں ہے بلکہ نرمی پسند ہے۔ اسی لئے پیروانِ اسلام کی ایک بہت بڑی تعداد اسلام کے احکام کی تعمیل، کسی دوسرے مذہب کے لوگوں کی بہ نسبت زیادہ کرتی ہے۔

روزے کے اقسام

بعض وقت ہر ایک بالغ پر روزہ فرض ہے۔ جیسے رمضان کے مہینے کے روزے - بعض وقت صرف گناہ گاروں پر بطور کفارہ فرض ہے جیسے قسم توڑنے پر۔ بعض وقت صرف نفل اور اپنی مرضی پر منحصر ہوتا ہے۔ اگر کوئی شخص روزہ نہ رکھے تو اس کو گناہ نہیں ہوتا مثلاً شوال کے چھ دن کے روزے وغیرہ - نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بعض خاص موقعوں پر روزہ رکھنے سے منع فرما دیا ہے۔ مثلاً دونوں سالانہ عید کے دن (یکم شوال اور ۱۰ ذی الحجہ) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی حکم دیا ہے کہ مسلمان طول طویل عرصہ تک بطور نفل روزہ نہ رکھیں۔ اور یہ ارشاد فرمایا کہ "تم کو اپنی ذات کا حق بھی ادا کرنا ہے۔" ہماری ذات ہماری نہیں ہے بلکہ اللہ کی ملکیت ہے اور ہماری ذات ہمارے پاس بطور ایک امانت کے ہے۔ اور ہم اس کی حفاظت اور نگہداشت کے ذمہ دار ہیں۔

عیسائیوں میں پادریوں اور عام آدمیوں میں امتیاز ہے پادری اور راہب

اب بھی ایک حد تک روزہ رکھتے ہیں لیکن عام لوگ عملی طور پر روزہ رکھنے سے مستثنیٰ ہیں۔ جو لوگ کام کرتے ہیں ان کو روزہ رکھنے کی ضرورت نہیں خواہ وہ ایک طالب علم ہوں یا استاد یا تاجر۔ یہودیوں میں شاذ و نادر مذہب کے کٹر ہی سالانہ روزہ رکھتے ہیں اور اس کی وجہ یہ معلوم ہوتی ہے کہ ان کو ۲۴ گھنٹے روزہ رہنے کا حکم ہے۔

روزہ کا زمانہ

یہودی، عیسائی اور ہندو شمسی سال کا حساب کرتے ہیں اس لحاظ سے ان کے روزے ہمیشہ ایک ہی موسم میں آتے ہیں۔ مسلمان قمری سال کا حساب کرتے ہیں۔ ان کی جنتری چاند کے مہینوں کے لحاظ سے ہوتی ہے۔ اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ روزہ رکھنے کا مہینہ رمضان بتدریج باری باری سے سال کے ہر موسم میں آتا ہے۔

چاند کے مہینوں سے حساب کرنا بہتر ہے یا سورج کے مہینوں سے؟ جس کرۂ زمین پر ہم بستے ہیں اس کا موسم ہر جگہ یکساں نہیں ہے۔ لوگ ہر موسم کی شدت سے تکلیف برداشت کرتے ہیں خواہ گرمی ہو یا سردی۔ ایک علاقہ سے دوسرے علاقہ تک گرمی اور سردی کے موسم محض اضافی ہیں۔ مثلاً جاڑے کا موسم مکہ میں بڑا خوشگوار ہوتا ہے۔ اور وہ قطبوں کے قریب (کناڈا۔ شمالی یورپ میں) ایسا نہیں ہوتا۔ گرما قطب شمالی اور جنوبی کے قریب بہترین موسم ہے۔ لیکن خط استواء کے پاس اور ریتلے صحراء میں ایسا نہیں ہے۔ موسم بہار

دونوں کے درمیان ہو سکتا ہے۔ لیکن خط استواء کے قریب بہت سے ملکوں
میں (مثلاً جنوبی ہندوستان میں) موسم بہار ہوتا ہی نہیں۔ یہاں کے لوگ موسم بہار
جانتے ہی نہیں۔ اور ان ملکوں میں صرف تین موسم ہوتے ہیں: سردی۔ گرمی۔
اور بارش۔ ایک ایسے مذہب کے لیے [illegible]م دنیا میں پھیلا ہوا ہے اگر ہم روزہ
رکھنے کے لئے کوئی خاص موسم مقرر کردیں تو بعض لوگوں کے لئے مستقل طور پر آسانی
ہو گی اور بعض لوگوں کے لئے مستقل سختی اور تکلیف۔ یا کسی اور طرح زمین کے بعض
علاقوں کے باشندوں کے لئے سہولت بخش نہ ہو گا۔ لیکن اگر روزہ رکھنے کے زمانے
میں موسمیں باقاعدگی کے ساتھ بدلتے رہیں تو آسانی اور سختی باری باری سے آتے
رہیں گے اور کوئی شخص روزہ کا قانون بنانے والے پر غصہ نہ ہو گا۔ اس کے
علاوہ روزہ رکھنے کے لئے موسموں کی اس تبدیلی کا یہ مطلب بھی ہے کہ لوگ ہر قسم کے
موسم میں روزہ رکھنے کے عادی ہو جائیں۔ اور یہ عادت، کاٹ کھانے والے
جاڑے میں اور جلنے والے گرما میں کھانے اور پینے سے رک جانے کی یہ قابلیت،
مومن کو صبر کرنے کی قوت عطا کرتی ہے۔ مثلاً جنگ کے محاصرہ کے وقت۔ غذا اور
غلہ کے تاجروں اور آب رسانی کے عملے کی ہڑتال کے وقت۔ جب کہ کھانا پانی
مشکل سے ملتا ہے یا ملتا ہی نہیں۔

مزید براں۔ جو لوگ اپنے وطن سے تھوڑی دور باہر گئے ہوں وہ جانتے ہیں کہ
موسم ہر جگہ ایک ہی وقت میں یکساں نہیں ہوتے جنوری میں اس مضمون کو
لکھتے وقت ریڈیو سے نشر ہو رہا ہے کہ پیرس کے بعض حصوں میں - ۴۰ ڈگری
سردی ہے اور اسی وقت + ۴۰ ڈگری گرمی ارجن ٹائن میں۔ خط استواء کے

اوپر اور نیچے موسم مختلف ہوتے ہیں۔ شمالی نصف کرۂ زمین پر جب سردی ہوتی ہے تو جنوبی نصف کرۂ زمین پر گرمی۔ اگر اسلام یہ حکم دیا ہوتا کہ ہر سال مثلاً جنوری میں روزہ رکھا جائے تو بعض مسلمانوں کے لئے خالص سردی کا موسم ہوتا اور بعض مسلمانوں کے لئے گرمی کا۔ یا اسلام اگر یہ حکم دیا ہوتا کہ مثلاً سردی میں روزہ رکھا جائے تو بعض لوگ جنوری میں روزہ رکھتے اور دوسرے جولائی میں۔ اس لئے مستقل سختی ہوتی یا اتحاد باقی نہ رہتا۔ مثلاً کوئی شخص پیرس میں جنوری میں ۲۹ دن کا روزہ رکھے اور چند گھنٹے ہوائی جہاز میں سفر کر کے جنوبی افریقہ میں اتر جائے تو وہ یہ دیکھ کر حیران ہو جائے گا کہ وہاں کی کسی مسجد میں بھی عید کی نماز کا انتظام نہ ہو رہا ہوگا۔ کیونکہ جنوبی افریقہ میں یہ روزہ رکھنے کا زمانہ ہی نہ ہوگا۔ پھر ..... میں روزہ رہنے سے بڑی آسانی سے بچ سکتا ہوں مثلاً ڈسمبر کے ختم پر میں پیرس کو چھوڑ دوں اور ایک مہینہ جنوبی افریقہ میں گزار دوں (جہاں جنوری روزہ رکھنے کا مہینہ نہ ہوگا) اور فبروری کے مہینے میں ہی پیرس سے واپس آجاؤں تو پھر مجھے روزہ رکھنے کا مہینہ ملے گا ہی نہیں۔ جولائی کے مہینے میں بھی میں روزہ نہ رکھ سکوں گا کیونکہ یہ موسم جنوبی افریقہ اور جنوبی امریکہ کے لوگوں کے لئے روزہ رکھنے کا موسم ہوگا۔ پیرس کے لوگوں کے لئے نہیں۔

دوسرے الفاظ میں یہ مطلب ہوا کہ تمام دنیا میں پھیلا ہوا خاندان شمسی مہینوں کے حساب سے بغیر تکلیف کے روزہ نہیں رکھ سکتا۔ شمسی مہینوں کے لحاظ سے روزہ رکھنا ان لوگوں کے لئے موزوں ہے جو صرف کسی ایک علاقہ

کا مذہب رکھتے ہیں۔ علاقائی مذہب کے پیرو ہیں۔ ایک جگہ رہتے ہیں دوسری جگہ نہیں پائے جاتے۔ پھر بھی وہ مختلف موسموں میں روزہ رکھنے کی مشق کے فائدوں سے محروم رہیں گے۔ چاند کے مہینوں کا حساب، قمری مہینوں کی جنتری ہی اس وجہ سے بہت موزوں اور امتہ مسلمہ کے لئے مناسب ہے۔ اور ساتھ ہی ساتھ عالمگیر برادری کے لئے قابل عمل حل ہے۔

روزہ کا مفہوم

جیسا کہ بیان ہوا اسلام تمام کاموں سے جو لوگ کرتے ہیں انسان کی دونوں جہان کی بھلائی چاہتا ہے۔ اسلام یہ بتلاتا ہے کہ اس دنیا میں۔ آخرت میں ہر شخص کا حساب اس دنیا میں اس کے کاموں کے لحاظ سے لیا جائے گا۔ وہ لوگ کامیاب اور خوش ہوں گے جو وہاں اللہ۔ اپنے مالک کی خوشنودی حاصل کریں گے۔ اس دنیا کی حد تک انسان جسم اور روح دونوں سے بنا ہے۔ اب یہاں ہم کو یہ دیکھنا ہے کہ روزہ رکھنے سے روحانی فائدے کیا ہیں اور مادی فائدے کیا ہیں؟

(۱) نیت اور ارادے کی اہمیت

ہر شخص جانتا ہے کہ ناحق کسی کو قتل کر ڈالنا تمام تمدنوں میں بُرا سمجھا جاتا ہے اور تمام مذاہب ایسے قاتل کو دوزخی قرار دیتے ہیں۔ اور بے گناہ مقتول شہادت کا مرتبہ پاکر جنت کا مستحق ہوتا ہے۔ ہر شخص یہ بھی جانتا ہے کہ اقدام کے خلاف حق اور صداقت کی مدافعت ایک فرض ہے اور جو شخص کسی اقدام کرنے والے کو قتل کر ڈالتا ہے تو اس کو ایک ہیرو سمجھا جاتا ہے اور وہ یہاں کے اور آخرت کے

تمام انعاموں کے مستحق سمجھا جاتا ہے۔ اِن دو قِسم کے قتل میں کیا صرف نیت کا فرق نہیں؟ اسی طرح اگر کوئی شخص کسی ڈاکٹر کے مشورہ کی بناء پر کھانے پینے سے باز رہے تو کیا ایسا شخص اس شخص کے برابر ہو سکتا ہے جو اللہ کے حکم اور اللہ کے لئے کھانا پینا چھوڑ دے۔ اللہ ہمارا خالق (پیدا کرنے والا) قانون بنانے والا ہے۔ جو ہم کو مرنے کے بعد پھر زندہ کرنے والا ہے اور اس دنیا کے ہمارے کاموں کا حساب طلب کرنے والا ہے۔ جو کوئی بھی اِس کی اطاعت کیا ہوگا اس کی خوشنودی حاصل کرے گا۔ اگر چہ کہ ہم اس کے احکام کے اندرونی راز کو نہ سمجھے ہوں۔ روزہ سے جس کو وحی کے ذریعہ فرض کیا گیا ہے، اللہ کی رضامندی حاصل ہوتی ہے بشرطیکہ ہم روزہ رکھیں۔ کونسا روحانی فائدہ اور کونسا مادی فائدہ اللہ کی ابدی رضامندی کے برابر ہو سکتا ہے؟ مادی فائدے کی نیت، ریا اور اسی قِسم کی چیزیں نیت کی صفائی میں خرابی پیدا کرتے ہیں۔ ہمارا روزہ پورے کا پورا اللہ کی رضامندی اور اس کے احکام کی تعمیل کے تحت ہونا چاہیئے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا مشہور ارشاد ہے کہ اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّیَّاتْ۔ اعمال صرف نیتوں سے جانچے جاتے ہیں۔ (بخاری)

(۲) روحانی رخ تجربہ سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ عام طور پر ایک اندھے آدمی کا حافظہ زیادہ اچھا ہوتا ہے اور اس کے بعض حواس تمام آنکھ رکھنے والے لوگوں کے حواس سے زیادہ ترقی یافتہ ہوتے ہیں۔ دوسرے الفاظ میں یہ مطلب ہوا کہ اگر کسی شعبہ سے کام نہ لیا جائے تو دوسرا شعبہ زیادہ قوی ہو جاتا ہے۔ جسم اور روح کے تعلقات بھی ایسے ہی ہیں۔ جسم کو کمزور کر دینے

سے روح طاقت ور ہو جاتی ہے جس طرح ہے کہ درخت کی بعض شاخوں میں زیادہ پھول اور زیادہ پھل ہوتے ہیں۔

جب کوئی شخص روزہ رکھتا ہے تو اس کا ضمیر بُرے کام کے وقت اس کو ملامت کرتا ہے اور وہ ترغیبات کا مقابلہ کرنے کے لئے زیادہ قابل ہو جاتا ہے۔ پھر روزے سے اللہ کی یاد زیادہ ہو جاتی ہے۔ نیک کاموں کی طرف طبیعت مائل ہوتی ہے۔ اللہ کی عبادت کی سچائی اس کا مزا آتا ہے۔

خدائے ذوالجلال نے انسان کو اپنا سایہ بنایا ہے۔ (اگرچہ کہ اسلامی عقیدے کے لحاظ سے کوئی چیز اللہ کے جیسی نہیں ہے) قرآن شریف (۲-۱۳۸) میں ہے کہ اللہ کا رنگ اور اللہ کے رنگ سے بہتر کون ہے۔" (صبغۃ اللہ ومن احسن من اللہ صبغۃ)" پس انسان کو چاہیئے کہ اللہ کا رنگ اختیار کرے۔ اللہ کی ایک صفت، جس کا قرآن میں ذکر ہے یہ ہے کہ (۶-۱۴)۔ وہ رزق دیتا ہے اور اس کو رزق نہیں دیا جاتا۔ جب کوئی شخص روزہ رکھتا ہے تو اس میں یہ خدائی صفت کا عکس نظر آتا ہے۔ ذاتی ضرورتوں کو پورا کرنے سے رُک جانا۔ دوسروں کے ساتھ خیر خیرات کے کام کرنا۔ غریبوں کو کھانا کھلانا، مصیبت زدہ لوگوں کی مدد کرنا اور ایسے ہی کام انسان میں خدائی صفات کا ایک احساس پیدا کرتے ہیں۔ اور ہر شخص جو ایسے تجربے کرے اس کو محسوس کرتا ہے لیکن بیان نہیں کر سکتا۔

پھر انسان میں کمزوریاں بھی ہیں اور بعض وقت گناہ کے کام بھی کر بیٹھتا ہے۔ لیکن بعد میں اپنے ضمیر کی ملامت سے وہ توبہ کرتا ہے۔ تمام گناہوں

کی سزا مقرر ہے۔ خواہ وہ گناہیں جسم کی ہوں یا روح کی۔ یہ بات بھی تجربہ سے ثابت ہے کہ جب گناہ گار اپنے آپ کو بطور کفارہ تکلیف پہنچاتا ہے تو اس کو ایک قسم کی تسلی اس کے توبہ کے لحاظ سے ہوتی ہے۔ اور پھر حتی الامکان اپنی گناہ کی تلافی بھی کرتا ہے۔ اپنی زندگی کی بقا کی اصل چیز کھانے اور پینے کو چھوڑ دینے سے بڑھ کر اور کیا تکلیف ہو سکتی ہے۔

حضرت شاہ ولی اللہ دہلویؒ اٹھارویں صدی کی ایک بزرگ ہستی تھے۔ وہ بڑے عالم اور بڑے صوفی بھی تھے اور ہر ملک میں ان کی عزت کی جاتی ہے۔ مسلمانوں کے مذہب کے فلسفے پر انھوں نے بہت سی قیمتی کتابیں لکھی ہیں۔ اپنی ایک بہت مشہور کتاب حجۃ اللہ البالغہ میں (۲-۳۶) روزہ کے روحانی پہلو سے متعلق انھوں نے بعض باریک اور اہم باتیں بیان کی ہیں۔ یہاں اس کا ترجمہ کیا گیا ہے۔

"چونکہ حیوانیت کی زیادہ ملکوتی صفات کے ابھرنے میں مانع ہوتی ہے اس لئے یہ ضروری ہے کہ لوگ حیوانیت پر غالب آنے کی کوشش کریں۔ چونکہ حیوانیت کی زیادتی اور حیوانیت سے متعلقہ چیزوں کی جڑ کھانے پینے اور جنسی لذتوں میں ہے اس لئے روزہ حیوانیت کی زیادتی کو روکنے میں شاندار حصہ لیتا ہے۔ جو کام خوب کھانے سے نہیں ہوتا وہ روزے سے ہوتا ہے۔ پس حیوانیت پر غالب آنے کا طریقہ یہ ہے کہ جن اسباب سے حیوانیت میں اضافہ ہوتا ہے ان اسباب پر قابو حاصل کیا جائے اور حیوانیت کو بڑھنے نہ دیا جائے۔ جو لوگ یہ چاہتے ہیں کہ انسان میں ملکوتی صفات

(فرشتوں جیسی صفتیں) پیدا ہوں وہ تمام اس بات پر متفق ہیں کہ کھانے پینے وغیرہ میں کمی کی جائے۔ اس نسخے سے کسی کو اختلاف نہیں ہے۔ اگرچہ کہ ان کے مذہبوں میں اختلاف ہو اور ان کے ملکوں کے درمیان کتنا ہی فاصلہ کیوں نہ ہو۔ مزید برآں اصلی مقصد یہ ہے کہ انسان میں جو حیوانیت ہے وہ انسان کی ملکوتی صفت کی تابع اور ماتحت ہو جائے۔ تاکہ ملکوتی صفت کے مشورہ اور حکم کے بموجب عمل کرے۔ اور اس کے رنگ میں رنگے جائے۔ ملکوتی صفت حیوانیت کو ذلیل اور پست رنگ اور برا اثر قبول کرنے کی اجازت نہیں دیتی۔ جس طرح سے کہ لاکھ مُہر کا اثر قبول کرتی ہے۔ [لاکھ گرم ہو کر پگھل جائے اور اس پر مہر کی جائے تو مہر میں جو الفاظ کھدے ہوئے ہوتے ہیں وہی لاکھ پر نقش ہو جاتے ہیں۔]

یہ مقصد حاصل کرنے کے لئے روزہ کے علاوہ اور کوئی طریقہ نہیں ہے۔ انسان کی ملکوتی صفت کو اپنی طبیعت کے موافق کوئی ایک اچھی چیز کا انتخاب کرنا پڑتا ہے۔

روزے کی خوبیاں بہت ساری ہیں۔ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بہت سی حدیثیں بھی اس کا اظہار کرتی ہیں۔ یہاں ان کی تفصیلات میں جانے کی ضرورت نہیں۔ صرف اس قدر ذکر کرنا کافی ہے کہ روزہ کا کم از کم اور سب سے زیادہ ادنیٰ درجہ یہ ہے کہ کھانے پینے اور شہوانی خواہشوں سے رک جائیں۔ صبح صادق سے غروب آفتاب تک۔ اس سے زیادہ اعلیٰ اور بلند درجہ کا روزہ یہ ہے کہ تمام شہوانی اور برے قسم کے کام اور خیالات سے رک جائیں۔

ورنہ روزے اور فاقے کے درمیان کوئی فرق نہ ہوگا۔ فاقہ کشی کی کوئی روحانی اہمیت نہیں ہے۔ روزے اور فاقے میں کتنا بڑا فرق ہے!

مادی پہلو

طالب علم کئی ماہ مسلسل پڑھتے ہیں پھر ان کو موسم گرما کی تعطیل مل جاتی ہے۔ ملازمین ہفتے میں چھ دن کام کرتے ہیں اور ساتویں دن ان کو آرام اور فرصت کے لئے چھٹی ملتی ہے۔ لوگ تمام دن دماغی اور جسمانی قوت خرچ کرتے ہیں اس کے بعد نیند کا آرام دوسرے دن کے لئے اُن کو تازہ دم بنا دیتا ہے۔ حتیٰ کہ مشین اور آوزار بھی آرام کی ضرورت محسوس کرتے ہیں۔ ہم دیکھتے ہیں کہ موٹر کار، ہوائی جہاز، ریل وغیرہ کو بھی بہت دور چلنے کے بعد مشین گرم ہو جانے سے مشین ٹھنڈا ہونے تک ٹھہرا دیتے ہیں۔ کیا یہ خیال کرنا معقول نہ ہوگا کہ پیٹ اور ہضم کرنے والے اعضاء کو بھی آرام لینے کی ضرورت ہے؟ اگر سارا دن داڑھ چلتا رہے تو پیٹ بھی چلتا رہے گا اور ہاضمے کے اعضاء کمزور ہو جائیں گے۔ یہ ایک واقعہ ہے کہ موجودہ ڈاکٹر بھی اسی نتیجے پر پہنچے ہیں۔ سوئزرلینڈ۔ جرمنی وغیرہ کے ڈاکٹروں کی ایک بڑی تعداد مختلف بیماریوں کا نسخہ بیمار کی بیماری یا جسمانی قوت کے لحاظ سے طویل یا مختصر مدت کے لئے بھوک اور پیاس تجویز کرتے ہیں۔ ڈاکٹروں نے یہ بھی دریافت کیا ہے کہ پیٹ کے مختلف اعضاء میں بھوک اور پیاس سے ایک خاص قسم کا مادہ پیدا ہو جاتا ہے اور وہ مادہ بہت سے جراثیم کو مار ڈالتا ہے جو مختلف بیماریاں پھیلاتے ہیں۔ اعداد و شمار بھی یہ بتلاتے ہیں کہ معدہ بدہضمی اور دوسری بیماریاں ان لوگوں میں کم ہوتی

ہیں جو ہر سال روزہ رکھتے ہیں۔

ہم جانتے ہیں کہ آدمی کو آب و ہوا اور موسم کی تبدیلی کی بھی وقتاً فوقتاً ضرورت پڑتی ہے۔ جو شخص بیماری سے صحت یاب ہوتا ہے تو اس کو آرام لینے کے لئے ڈاکٹر ایسے مقام پر جانے کا مشورہ دیتے ہیں جو اس کے ہمیشہ رہنے کے مقام سے جدا ہو۔ زیادہ خوش قسمت لوگ گرمیوں کا مہینہ اپنے وطن کے باہر سرد مقام پر گزارتے ہیں دوسرے الفاظ میں اس کا یہ مطلب ہوا کہ اپنے معمول کو وقتاً فوقتاً بدلتے رہیں۔ یہ بھی ایک قسم کا آرام لینا ہے۔ مثلاً ہم دیکھتے ہیں کہ کاشت کار اپنے کھیتوں کو ایک سال آدھ کام میں لاتے ہیں اور زمین کو بھی آرام لینے دیتے ہیں۔ مسلسل کاشت کرتے رہنے سے زمین کو نقصان پہنچتا ہے۔ اسلام سال بھر روزہ رکھنے سے منع کرتا ہے۔ حتیٰ کہ ان لوگوں کو بھی ممانعت ہے جو روزہ سے روحانی فائدہ حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ تجربہ سے یہ بات بھی ثابت ہوتی ہے کہ اگر کوئی شخص ہمیشہ روزہ رکھے تو یہ ایک عادت ایک فطرت ثانیہ بن جاتی ہے۔ اور ایسا شخص روزے سے وہ فائدہ حاصل نہیں کرسکتا جو وقفے وقفے سے روزہ رکھنے والا شخص حاصل کرتا ہے۔ یہ بھی ایک واقعہ ہے کہ اگر کوئی شخص چالیس دن سے زیادہ مسلسل روزہ رکھے تو وہ اس کی عادت بن جاتی ہے۔ اگر کوئی شخص ایک مہینے سے کم روزہ رکھے تو وہ زیادہ اثر نہیں کرتا۔

روزہ رکھنے کی عادت ڈالنے سے ممکنہ فوجی فائدے بھی ہیں بعض

وقت سپاہی کو غذا اور پانی نہیں ملتا۔ پھر بھی اس کو دن بھر اور دیر گئے رات تک لڑنا پڑتا ہے۔ جس شخص کو رمضان کے مہینے کے پورے روزے رکھنے کی عادت ہو اور اس کے ساتھ ہی ساتھ رات میں تراویح بھی پڑھنے کی، تو ایسا سپاہی ایسے ایمرجنسی کاموں کے لئے اس سپاہی سے زیادہ موزوں ہو سکتا ہے جو ایسی "مشق" کا عادی نہیں ہوتا۔ آج کل کے آرام طلبی کے زمانے میں کردار کی مضبوطی اور ایسے مشقوں کی اہمیت کو گھٹایا نہیں جا سکتا۔

اس بیان کو اس بات کے اظہار پر ختم کیا جاتا ہے کہ جو لوگ ڈاکٹر کے مشورے پر طبی بناء پر یا کسی مجبوری کی بناء پر روزہ رکھتے ہیں تو ان کو روزہ کا مادی فائدہ حاصل ہوتا ہے۔ لیکن ان کی نیت روحانی تلاش نہیں ہوتی اس لئے ان کو کوئی روحانی فائدہ حاصل نہیں ہوتا۔ مسلمان اللہ کے حکم کی تعمیل کی نیت سے روزہ رکھتے ہیں۔ اس لئے ان کو پاکیزگی اور ثواب ملتا ہے اور پھر وہ روزہ کے جسمانی اور مادی فائدوں سے بھی محروم نہیں رہتے۔ مختصر یہ کہ کسی بھی نقطہ نظر سے مسلمان کے روزہ رکھنے کے طریقہ پر غور کریں تو وہ دوسرے مذہب کے لوگوں کے روزہ رکھنے کے طریقے سے فوقیت رکھتا ہے۔

اسلامی روزے کے بعض عملی تفصیلات

روزہ کا زمانہ اس امر کا اظہار کیا جا چکا ہے کہ رمضان کے پورے مہینے میں روزہ رکھنے کا قرآن حکم دیتا ہے۔ یہ ہجری جنتری کا مہینہ ہے اور مسلمان نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے سے ہجری کیلنڈر پر عمل کرتے ہیں۔ یہ سال کا نواں مہینہ ہے۔ ہجری سال کی بنیاد بالکلیہ قمری مہینوں پر ہے۔ ہر مہینہ، افق پر غروب آفتاب کے وقت، نئے چاند کے نظر آنے سے شروع ہوتا ہے۔ اور یہ صورت ہر ۲۹ ویں یا تیسویں دن پیش آتی ہے۔ اس سے باعداد صحیحہ ۳۵۴ دن کا سال بنتا ہے۔ عیسوی سنہ آفتاب کے مہینوں کا ہے اور گریگوری کی جنتری پر عمل کرنے سے عام طور پر سال ۳۶۵ دن کا ہوتا ہے۔ اس کا نتیجہ یہ ہے کہ رمضان کا مہینہ ہر سال گزشتہ مہینے سے ۱۱ دن پہلے آتا ہے۔

فرض کیجیے کہ:-

یکم رمضان ۱۳۸۰ھ	کو	۱۷ر فبروری ۱۹۶۱ء
۱۳۸۱ھ		۶ر فبروری ۱۹۶۲ء
۱۳۸۲ھ		۲۶ر جنوری ۱۹۶۳ء
۱۳۸۳ھ		۱۵ر جنوری ۱۹۶۴ء
۱۳۸۴ھ		۴ر جنوری ۱۹۶۵ء

اسی طرح آگے۔

پھر بھی مشرق اور مغرب کے ملکوں کے درمیان ایک دن کا فرق رہتا ہے۔ کیونکہ تمام چیزوں کا دارومدار غروب آفتاب کے وقت کسی ملک کے افق پر چاند کے بننے اور پیدا ہونے یعنی نظر آنے پر منحصر ہے۔ چاند زمین کے اطراف اپنی گردش کے وقت بنتا ہے اگر وقت مقررہ پر گردش پوری نہ ہو تو نیا مہینہ ایک دن دیر سے شروع ہوتا ہے۔ چونکہ خود قدرت یکسانیت نہیں چاہتی، اس لئے اسلام یہ نہیں چاہتا کہ دنیا کے تمام مسلمان اسی دن روزہ رکھیں۔ اس سے بھی بڑھ کر یہ کہ روزہ ایک ہی وقت شروع کریں۔ یہ واقعہ ہے کہ اگر سوئٹزرلینڈ میں دن ہو تو امریکہ میں رات۔ ہر ہزار میل کے فاصلے پر ایک گھنٹہ کا فرق ہو جاتا ہے۔ [اگر اس وقت حیدرآباد میں چھ بجے ہیں تو حیدرآباد سے مشرقی جانب جو ملک ایک ہزار میل دور ہوں گے تو وہاں اس وقت سات بجے ہوں گے۔ کیونکہ وہاں آفتاب جلد نکل چکا ہوگا اور جو ملک مغربی جانب ہیں وہاں اس وقت ۵ بجے ہوں گے کیونکہ ابھی وہاں آفتاب نہ نکلا ہوگا اور آفتاب کو وہاں نکلنے اور طلوع ہونے کے لئے ایک ہزار میل کی مسافت طے کرنا ہوگا جس کے لئے ایک گھنٹہ کا عرصہ درکار ہوتا ہے۔ مترجم] اس بیان سے یہ مقصد ہے کہ بعض لوگ یہ چاہتے ہیں کہ تمام دنیا کے مسلمان ایک ہی دن روزہ شروع کریں اور ایک ہی دن عید منائیں۔ کہیں چاند نظر بھی نہ آئے اور دوسرے دور دراز ملک میں چاند نظر آئے تو اس مقام کے لوگ روزہ رکھیں اور عید بھی اسی طرح منائیں خواہ

چاند نظر نہ آئے۔ ایسا کرنا ممکن نہیں۔ اگر ایک ہی دن تمام دنیا کے لوگ روزہ شروع کریں تو کیوں نہ ایک ہی وقت شروع نہ کریں اور یہ ناممکن ہے کہیں ایک ہی وقت نہیں ہوتا۔ ایک ہی وقت میں کہیں آفتاب نکل جاتا ہے اور کہیں نہیں نکلتا کہیں رات ہوتی ہے کہیں دن ہوتا ہے۔ مترجم]

ان ہی وجوہات سے رمضان کا مہینہ باری باری سے سال کے تمام موسموں میں آتا ہے۔ اس سے اور ایک پیچیدگی پیدا ہوتی ہے۔ زمین گول ہونے اور زمین کے inclined محور کی وجہ سے وقت واحد میں دو موسم ہوتے ہیں۔ (۱) اگر خط استواء کے اوپر کے ملکوں میں جاڑہ ہو تو ٹھیک اسی وقت خط استوا کے نیچے جو ملک ہیں وہاں گرمی کا موسم ہوگا۔ (۲) اگر خط استواء اور اس کے قریب کے ملکوں میں دن اور رات عملی طور پر برابر ہوتے ہیں تو قطب شمالی اور جنوبی کے قریب ایسا نہیں ہے۔ چھ مہینے مسلسل دن رہتا ہے تو چھ مہینے مسلسل رات۔ وہاں روزہ کس طرح رکھنا چاہیئے۔ صبح صادق سے غروب آفتاب تک روزہ رکھنے کا وہاں سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ لیکن ہمارے علماء نے اس گتھی کو بھی سلجھا لیا ہے۔ معمولی طور پر اگر عام ملکوں میں فرض کیجئے ۱۴ گھنٹے تک روزہ رکھتے ہیں تو وہاں بھی چودہ گھنٹہ روزہ رکھنا چاہیئے خواہ آفتاب نکلے یا نکلے آفتاب غروب ہو یا نہ ہو۔

روزہ کا طریقہ روزہ کا مطلب یہ ہے کہ روزہ کی نیت کریں اور کھانے پینے سے صبح صادق سے (تقریباً ۱½ گھنٹہ طلوع آفتاب سے پہلے) غروب آفتاب تک باز رہیں۔

غروب آفتاب سے صبح صادق تک کے درمیانی عرصہ میں ہماری معمولی ضروریات اور خواہشات پر کوئی روک نہیں ہے۔ حتیٰ کہ ازدواجی زندگی بھی منع نہیں ہے۔ غذا کے متعلق ہمارے مقدس پیغمبر کا حکم ہے کہ ہر شخص غروب آفتاب کے وقت افطار کرے اور پھر دوبارہ صبح صادق سے پہلے سحری کرے۔ جس طرح روزہ شروع کرنے کے وقت روزہ کی نیت ضروری ہے اسی طرح غروب آفتاب کے وقت روزہ کھولنے کی نیت بھی ضروری ہے:۔

"اے خدا تیرے لئے میں نے روزہ رکھا۔ میں تجھ پر ایمان لایا۔ اور تیرے رزق سے روزہ کھولتا ہوں۔ یا اللہ میری طرف سے اس کو قبول کر۔"

یہ ہو سکتا ہے کہ کوئی شخص بھول کر کچھ کھا لے یا پی لے۔ اس سے اس دن کے روزہ پر کچھ اثر نہیں پڑتا۔ روزہ صحیح ہو جاتا ہے۔ جیسے ہی اس کو یاد آجائے کہ آج روزہ کا دن ہے تو کھانا، پینا وغیرہ چھوڑ دے۔

روزہ رکھ کر پانی نہانے میں بھی کوئی قباحت نہیں ہے۔ بلکہ جمعہ کی نماز کے لئے نہانے کی سفارش کی گئی ہے۔ وضو کرتے وقت پانی سے منہ بھی دھونا چاہیئے کُلّی کرنے سے منہ میں جو تری آجاتی ہے اس سے بھی

روزہ خراب نہیں ہوتا۔

نابالغ روزے سے مستثنیٰ ہیں۔ ضعیف اور کمزور بوڑھے اگر مالدار ہوں تو ہر ایک دن کے روزے کے معاوضے میں ایک غریب کو کھانا کھلائیں۔ ان کے علاوہ ہر ایک مسلمان پر پورے رمضان کے مہینے میں روزہ رکھنا مذہبی فرض ہے۔ بیمار اور مسافر کو اجازت دی گئی ہے کہ سہولت بخش وقت آنے تک روزہ ملتوی رکھیں۔ بعد میں قضا کریں۔ عورتوں کو بھی ان کے ماہواری ایام میں روزہ رکھنا چاہیئے۔ البتہ ان دنوں کے روزوں کی قضا کرنا چاہیئے۔

عام طور پر روزہ روزمرہ کے کاروبار کو متاثر نہیں کرتا۔ روزے کو کاہلی اور کام چوری کا بہانہ نہ بنانا چاہیئے۔ اسلام یہ بات پسند نہیں کرتا اور مطالبہ بھی نہیں کرتا کہ تمام رات جاگتے رہیں اور صبح کو سوتے رہیں یا بیکاری میں گزاریں۔ روزہ کا مطلب یہ ہے کہ پہلے سے زیادہ محنت کریں۔ روزمرہ کے تمام کام اور فرائض انجام دیں۔ بلکہ کچھ اور زیادہ ہی نماز اور زیادہ خیرات۔ اور یہ تمام کام غذا، کھانے پینے کی عدم موجودگی میں۔ بھوکے پیاسے رہ کر زیادہ محنت کرنا۔

متفرقات

جیسا کہ اوپر بیان ہوا، قرآن شریف کی سب سے پہلی وحی، ہمارے نبی محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر رمضان کے مہینے میں آئی۔ اس لئے یہ بات بڑی موزوں ہو گی کہ روزہ کی حالت میں زیادہ وقت قرآن شریف کی تلاوت میں صرف کریں۔

جو لوگ عربی نہیں جانتے ان کے لئے دنیا کی ہر ایک اہم زبان میں قرآن شریف کے ترجمے موجود ہیں۔ کسی سچے اور متقی مسلمان کا ترجمہ ہی صحیح ہو سکتا ہے۔

[بہت سے پادریوں اور اسلام کے دشمنوں نے بھی قرآن شریف کے بہت سارے ترجمے کئے ہیں اور اُن میں اپنے دل سے گھڑی ہوئی باتیں بیان کی ہیں اور لوگوں کو گمراہ کرنے کی کوشش ہے۔ ایک عیسائی نے قرآن شریف کا ترجمہ کیا ہے اور ایک مسلمان خاتون کا فرضی نام مترجم کی حیثیت سے لکھا ہے۔ اس کے ترجمے میں صرف سورہ فاتحہ کا ترجمہ صحیح ہے باقی تمام باتیں جھوٹی اور من گھڑت ہیں ایسے ترجمے ہم کو نہ پڑھنا چاہیئے۔ مترجم] اگر ممکن ہو تو اس مہینے میں پورے قرآن کا ایک ختم کرنا چاہیئے۔ روزآنہ ایک پارہ پڑھنے سے پورا قرآن ختم ہو سکتا ہے۔

روزے کے مہینے کے ختم پر، شوال کے مہینے کے پہلے دن عظیم الشان عید ہوتی ہے۔ صبح میں باجماعت نماز عید پڑھی جاتی ہے اس کے بعد امام خطبہ پڑھتے ہیں۔ چونکہ یہ روزے کے مہینہ کا اختتام ہے اس لئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سفارش کی ہے کہ لوگ اس مقام کو جہاں باجماعت نماز پڑھی جاتی ہے، جانے سے پہلے ناشتہ کریں۔ ناشتہ کر کے عیدگاہ جانا چاہیئے۔

یہ بھی مسلمانوں کا مذہبی فرض ہے کہ غریبوں کے لئے غذا مہیا کریں۔ ابتدائے اسلام میں نہ صرف کھجور، کشمش اور ایسی ہی چیزیں

اس مقصد کے لئے تقسیم کی جاتی تھیں بلکہ گیہوں چاول وغیرہ بھی دیئے جاتے تھے - غرض یہ ہے کہ خیرات دینے کی ہمت افزائی کی جائے جو کسی طرح دکھانے کے لئے نہ ہو - ریا کے لئے نہ ہو۔

خداوند ذوالجلال فرماتا ہے ، میں نے ہر ایک نیکی کا بدلہ دس سے سات سو گونے تک مقرر کیا ہے [خلوص نیت کے لحاظ سے] لیکن روزہ اس سے مستثنیٰ کر دیا گیا ہے - [روزہ رکھنے سے نہ دس گونا ثواب ملتا ہے اور نہ سات سو گونا] روزہ میرے لئے ہے اور میں روزے کی جزا ہوں - کیونکہ بندہ میرے لئے اپنی خواہش اور غذا چھوڑ دیتا ہے - [روزہ رکھنے سے اللہ کی ذات ملتی ہے - اور اس کے مقابل ثواب اور بہشت کچھ حقیقت نہیں رکھتے ۔

مترجمہ

محمد حبیب اللہ

ماہ رمضان المبارک میں

تلگو تفسیر قرآنِ مجید

از

مولانا محمد عبد الغفور صاحب

جلد اول

دوست احباب، پڑوسیوں، کتب خانوں، عہدہ داروں
اور ماتحتوں کو بطور تحفہ دے کر اجر حاصل فرمائیے۔

ہدیہ (۱۲) روپیہ

ملنے کے پتے

۱۔ حمید اینڈ سنس بک سیلرس مچھلی کمان حیدرآباد ۲
۲۔ مکتبہ نشاۃ الثانیہ معظم جاہی مارکٹ حیدرآباد ۲
۳۔ دفتر قرآن و سیرت سوسائٹی، خواجہ کا چھلہ مغل پورہ حیدرآباد ۲

مطبوعہ

ایچ۔ ای۔ ایچ۔ دی نظامس اُردو ٹرسٹ پریس

حویلی منجھلی بیگم ــــ شاہ علی بنڈہ

حیدرآباد ۔ ۲